یہ سب تمہارا کرم ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

انوارِ شیر ربانی رح

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

ناشر
مکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

انوارِ شیرِ ربّانی رح

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

ناشر
مکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف

پیر طریقت رہبر شریعت ماحی بدعت حامی شریعت فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نسب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کے زیر نگرانی و زیر سرپرستی شائع ہوئی

نام کتاب ---------- انوار شیر ربانی

86706

مولف ---------- ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

ناشر ---------- مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف

چھاپہ خانہ ---------- آر زیڈ پیکجز
2۔ کورٹ سٹریٹ لاہور

پروف ریڈنگ ---------- صوفی اللہ رکھا شرقپوری

سن اشاعت ---------- اگست 1999ء (ربیع الثانی 1420ھ)

تعداد ---------- 500

قیمت ---------- 150 روپے

کمپیوٹر کمپوزر ---------- ظہیر غوری

ملنے کا پتہ ---------- (1) کاشانہ شیر ربانی، مکان نمبر 5، اجمیری سٹریٹ، ہجویری محلہ، نزد حضرت داتا گنج بخش لاہور۔

(2) مکتبہ نور اسلام، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

کشف و کرامات حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

قاضی ظہور احمد اختر

کشف: کشف ایک ایسی کیفیت کا نام جس کے ذریعے کوئی نامعلوم چیز معلوم ہو جاتی ہے ظاہری حس کی بجائے باطنی حس سے احساس پیدا ہوتا ہے اور کشف کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں کئی صورتیں ہیں خواب کے ذریعے، قلبی کیفیت کے واسطے سے، فراست صادقہ سے پھر کبھی عینی نمونہ دکھائی دیتا ہے اور کبھی حقیقی نمونہ کے سوا ایک دوسرا نمونہ پیش آ جاتا ہے۔ لیکن حقیقت اصلیہ پر کامل انطباق رکھتا ہے اور پھر بعض اوقات منطبق کرنے میں تامل کی ضرورت نہیں ہوتی اور بعض اوقات بلا تامل پتہ نہیں چلتا چنانچہ بعض غلط نتیجہ نکالنے کی وجہ سے ایسے مغالطے میں پڑتے ہیں کہ بعید از عقل و نقل ہوتے ہیں۔ عام طور پر جو کشف قلبی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کشف کہلاتا ہے اور اکثر صوفیائے کرام اسی آئینہ جہاں نما سے کام لیتے ہیں اور دنیا کی باریک سے باریک چیز اس میں اپنے اصلی رنگ و روپ میں دکھائی دیتی ہے کشف صدور، کشف قبور، کشف حقائق و معارف تمام اسی کے حصے بخرے ہیں اور عام سا لکین اسی حصے میں ہوتے ہیں لیکن فراست صادقہ قلبی کیفیت سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ حس ہائے ظاہرہ میں اتنی قوت آ جاتی ہے کہ ظاہری آنکھوں کے ذریعے دور

کی چیز قریب اندر کی چیز باہر بلکہ روح جیسی لطیف چیز اپنی پوری صورت میں سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور خد و خال حقیقت تک کا شائبہ نہیں رہتا عارف کامل کے سوا یہ درجہ کسی دوسرے کو بمشکل حاصل ہوتا ہے۔

کشف اللہ کے خاص بندوں کو ہوتا ہے ایسے لوگ جن کے قلوب صاف اور محبت الٰہی میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مکاشفات کا دروازہ اللہ کے ان خاص بندوں پر کھلتا ہے جن کو شیخ کامل میسر آجائے۔ طلب صادق اور عزم و استعداد ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں اس اعلیٰ رتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ کشف کا دروازہ اس کے لئے کھلتا ہے جو تقویٰ کے وصف کے ساتھ ذکر الٰہی پر مواظبت کرے۔

غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور یقین جم جاتا ہے وہ قیامت کے معاملات (جن کی حق تعالیٰ نے خبر دی ہے) قلب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ دیکھتا ہے جنت اور دوزخ کو' وہ دیکھتا ہے صور کو اس فرشتے کے پاس جو اس پر تعینات ہے وہ دیکھتا ہے تمام چیزوں کو جیسی کہ وہ حقیقت میں ہیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جہاں اپنے اندر لاکھوں کمال ذاتیہ اور واہبیہ رکھتے تھے ان کا کشف اعلیٰ ترین مراتب سے بھی ممتاز تھا اور فراست صادقہ کے نور سے آپ کی آنکھیں وہ کچھ پاتی تھیں جو سینکڑوں کوس دور یا جنہیں صدیوں کا زمانہ گزرے ہوتا آپؒ کو کسی کے سینے کی تلاش کے لئے اپنے سینہ

بے کینہ کی کیفیت دیکھنے کی نوبت بہت کم آتی بلکہ ہر "سوالے را جوابے" کے مطابق تمام خیالات گزشتہ و آئندہ کا جواب دھڑا دھڑ فرماتے جاتے خواہ سننے والا جانے یا نہ پہنچانے مگر آپ سرپٹ گھوڑے کی طرح وہاں جا کے دم لیتے جہاں تخیل کا میدان ختم ہو جاتا یا جس کے ظہور کے لئے کارکنان قضا کی مصلحت نہ دیکھتے متاخرین میں سے کسی کو اس درجہ کا مکاشفہ نہیں ملا۔ البتہ متقدمین میں ایسے بزرگ ہو گزرے ہیں جو اس دولت سے ممتاز تھے جو سلوک کی تمام منازل کو سالک کے بیان کرنے کے سوا حرف بحرف دیکھ پاتے اور باریک سے باریک لغزش کو دیکھ کر تنبیہہ فرماتے۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے چند مکاشفات ملاحظہ فرمائیں۔

صوفی صاحب محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں نے بندہ سے بیان کیا کہ ہم جب شرقپور شریف روانہ ہوئے تو جب لاہور میں اڈا متصل ہیرا منڈی پہنچے اس وقت کوئی موٹر تیار نہ تھی ہم ٹبی بازار چلے گئے اور وہاں بازاری عورتوں کی طرف دیکھتے رہے اور آپس میں مذاق اڑاتے رہے اتنے میں موٹر تیار ہو گئی سوار ہو کر شرقپور شریف حاضر خدمت ہوئے وہاں آپؒ کی بیٹھک میں پہنچ کر دو زانو مودب سر جھکا کر بیٹھ گئے آپؒ تشریف لائے اور ہمارے سروں کو اٹھا کر آنکھوں کی پلکیں الٹ کر دیکھا اور غصہ سے فرمایا وہاں کیا دیکھتے آئے ہیں اور یہاں مکر بنا کر کس طرح بیٹھے ہیں یہ آپؒ کا فرمانا ہی تھا کہ ہم دونوں کے بدن میں لرزہ ہو گیا اور چھکے چھوٹ گئے اور سینہ بھی ہلنے لگا۔

صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار مسجد سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو پہلا لفظ آپؒ کی زبان نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مسجد کے تنکوں کو توڑنا خلاف ادب ہے واقعہ یہ تھا کہ میں اکثر الگ بیٹھتا تھا اور کسی خیال میں غرق ہو کر ایسا ہو جاتا تھا چنانچہ اس دن بھی یہ توڑ موڑ رہی سبحان اللہ کتنا کشف بلند ہے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روز بندہ شرقپور شریف حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ سخت بیمار تھے اور چارپائی پر لیٹے ہوئے ہاتھ میں تسبیح لئے آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہے تھے بندہ کو خیال ہوا ایسی کمزوری میں نہ پڑھیں تو کیا حرج ہے آپؒ نے بندہ کے خیال سے واقف ہو کر فرمایا حضرت جنید علیہ الرحمتہ جب ضعیف ہو گئے تو کسی نے عرض کی آپؒ اب اذکار چھوڑ دیں آپؒ نے فرمایا جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے انہی اذکار سے حاصل کیا ہے اب کیسے چھوڑیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے بندہ کے بھائی نے صلاح دی کہ لائل پور (فیصل آباد) چل کر دوکان کریں بندہ نے بھی ارادہ کر لیا اور تیار ہو گیا رات کو خواب میں آپؒ نے فرمایا لائل پور نہیں جانا بندہ نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے آٹے کی مشین لگانے کا جنون سوار ہو گیا حاضر ہوا تو کسی سے مخاطب ہو کر انگریزی کلوں کی بے انتہا برائی فرمائی آخر فرمایا کہ ہمارے خراسوں کو بھی لوہے کی مشینوں نے بند کر دیا جو دیکھو اسی خیال میں غرق ہے لیکن مجھے بالکل یہ اپنا

خیال نہ آیا بلکہ سمجھتا رہا کسی غیر سے آپؒ مخاطب ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ درحقیقت مجھ سے ہی خطاب تھا۔

صاحبزادہ صاحبؒ ہی فرماتے ہیں کہ ایک دن آپؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپؒ کے حضرت کس طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے میں نے عرض کیا شمال کی طرف۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ جانب شمال۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؒ نے فرمایا مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے اور ہاتھ سے شمال مغرب کے گوشہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا تم بھی اسی طرف رخ کر کے بیٹھا کرو اس میں بڑی برکت ہے جب میں نے گھر آ کر حضرت صاحبؒ کے خاص خادموں سے معلوم کیا تو آپؒ کا فرمانا مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ صحیح ہو نکلا اور اس ارشاد سے پیشتر مجھے اس سمت سے روحانی تعلق خود بخود پیدا ہو چکا تھا۔ اس قصہ سے آپؒ کا کشف عیانی کتنا عیاں ہے گو آپؒ کتنا ہی اس امر کو چھپاتے تھے لیکن بات بات پر صاحب نظر کو دکھائی دیتا تھا آپؒ کشف میں کشف عیانی کا درجہ رکھتے تھے اور ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے ہم اپنے سامنے اشیاء کو دیکھتے ہیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ قصور تشریف لائے اور بندہ کے مکان پر اترے اس وقت قحط بہت پڑا ہوا تھا بندہ گھر سے ثابت موٹھ پکے ہوئے بجائے روٹی کے لے آیا۔ آ کے دیکھا تو میاں نبی بخش سدانہ کھانا لایا ہوا تھا اور روٹی وغیرہ سب کچھ پرتکلف تھا بندہ نے آپؒ کی نظر بچا کر دوسرے کمرے میں وہ موٹھوں والی تھالی رکھ دی جب روٹی کھانے لگے تو آپؒ نے فرمایا کہ دوسرے کمرے کے طاق میں جو کچھ رکھا ہوا ہے پہلے لاؤ۔ حسب حکم

وہ تھالی طاق سے اٹھا کر آپؒ کے آگے رکھی گئی آپؒ نے اسے پہلے تناول فرمایا پھر سب نے مل کر دوسری روٹی کھائی۔

ملک حسن علی جامعی لکھتے ہیں کہ موضع پھریانوالہ میں ایک شخص محمد علی ولد رمضان نامی بہشتی رہتا ہے وہ اپنی زبان سے قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد سے لڑ جھگڑ کر گھر سے بھاگ گیا میرے والد نے مجھے بہت تلاش کیا مگر میں کہیں اسے نہ ملا آخر وہ میاں صاحبؒ کی خدمت میں گیا اور ان سے دعا کی درخواست کی میاں صاحبؒ نے فرمایا جاؤ اور اطمینان سے بیٹھے رہو اگر خدا کو منظور ہوا تو تمہارا بیٹا آ جائے گا میں رات کے وقت کسی مسجد میں سو رہا تھا۔

اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میاں صاحبؒ مجھے رات کے وقت خواب میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ بیٹا اپنے وطن باپ کے پاس چلے جاؤ دوسری رات بھی یہی واقعہ ہوا آخر تیسری رات جب یہ ماجرا دیکھا تو صبح اٹھتے ہی اپنے گاؤں میں پہنچ کر دم لیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مستری دین محمد کا بیان ہے کہ ہم ایک دفعہ اپنے امام مسجد کے ہمراہ شرقپور شریف روانہ ہوئے امام مسجد نے کہا کہ ہم براستہ لاہور جائیں گے کیونکہ خرچ ہمارے پاس کم ہے خیر جب جائیں گے تو حضرت میاں صاحبؒ خرچ دیں گے اور ایک رات وہاں ٹھہریں گے جب ہم شرقپور شریف پہنچے اور آپؒ کا نیاز حاصل کیا تو آپؒ نے فرمایا کتنے روز ٹھہرو گے. عرض کی جتنے دن آپؒ فرمائیں آپؒ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا تمہارا ارادہ تو ایک رات رہنے کا ہے پھر ایسا

کہنے کی کیا ضرورت تم چلے جاؤ پھر آپؒ نے گھر سے پوچھا کہ روٹی تیار ہے جواب ملا روٹی تیار ہے مگر سالن تیار نہیں پھر آپؒ نے فرمایا خیر لاہور جا کر کھانا اس کے بعد آپ ہمارے ہمراہ شہر کے دروازے تک تشریف لائے اور جیب سے دو چونیاں نکالیں اور اصرار کر کے ہم کو دیں اور واپس تشریف لے گئے ہم موڑ پر پہنچے تو بعدہ' روشن دین آیا جو آپؒ نے ہی بھیجا تھا اس نے آ کر دو روپے میرے ہاتھ میں دے دیئے ہم نے پوچھا کچھ منگوانا ہے اس نے کہا نہیں میاں صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) نے یہ تم کو لاہور تک کا کرایہ بھیجا ہے۔ سبحان اللہ۔

قاضی ضیاء الدین سلمہ اللہ لاہوری فرماتے ہیں کہ انہیں ایام میں آپؒ کی والدہ صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا کا وصال ہوا تھا ہمارا خیال تھا کہ فاتحہ حسب رواج حضور سے عرض کر کے پڑھیں گے مگر آپؒ نے پہلے فرمایا دیا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی فوت ہی نہیں ہوا تو آپؒ فاتحہ کس کا پڑھیں گے اور آپ بڑی خوشی اور تبسم سے گفتگو فرما رہے تھے اور ظاہر داری اور رسمی باتوں کو بہت معیوب جانتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے خیال آیا کہ آپ نے دوسرے نوافل کا ارشاد کبھی نہیں فرمایا تو آپ (خیال کو معلوم کر کے) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرائض پر تو یہ نہیں فرمایا کہ میں آنکھ اور کان بندے کا ہو جاتا ہوں یہ صرف نوافل کا ہی درجہ ہے کہ انسان کو اس درجہ پر پہنچاتے ہیں نوافل پر ہی عنایت کہ جس طرف چاہو منہ کر کے پڑھتے جاؤ اور جو چاہو بتکرار کثیر پڑھو۔

صاحبزادہ صاحبؒ ہی فرماتے ہیں کہ مجھ سے اور بعض دیگر احباب سے ذکر فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت (غلام مرتضٰی رحمتہ اللہ علیہ) نے نہاتے وقت بھی ٹوپی سر سے کبھی نہیں اتاری تھی۔ جس دوست نے پہلے ذکر مجھ سے کیا اس کو حقیقت کا پتہ نہ چلا آپؒ کا مطلب فوراً" میرے دل میں اتر آیا کہ آپؒ نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شہود کا ذکر فرمایا کہ وہ اس درجہ شہود میں غرق تھے کہ ٹوپی سر مبارک سے نہ اتار سکتے تھے اور ہر وقت زیر تجلی تھے۔

میاں عبداللہ سکنہ ہرچوکی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں ایک طالب علم کے ہمراہ شرقپور شریف جا رہا تھا۔ طالب علم کا دل مکی کا کھیت دیکھ کر چھلیوں اور سٹوں کو للچایا میں نے کہا یہاں کھیت کا مالک نہیں ہے ورنہ لے لیتے خیر حاضر خدمت ہوئے اور بیٹھک پر پہنچے تو آپؒ ایک برتن مکی کی چھلیوں کا بھرا ہوا جو پکائی ہوئی تھیں لے آئے اور فرمایا اس کو کھا لو طالب علم دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس کے دل کی مراد پوری ہوئی کھانے کے دوران میں پاس گلی میں ایک جامن فروش نے آواز دی طالب علم نے کہا کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر جامن بھی اس وقت موجود ہوتے اس کا یہ کہنا تھا کہ آپؒ نے تھالی جامنوں کی بھری ہوئی گھر کی کھڑکی سے نکال کر دے دی اور کھانے کا حکم بھی دیا بعد میں حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ آدمی کو ہر وقت کھانے کا خیال ہی نہیں کرنا چاہیے کچھ اللہ اللہ کی طرف بھی خیال کرنا چاہیے۔

میاں امام الدین صاحب سکنہ موہلن وال کا بیان ہے کہ آپؒ ایک دفعہ قصبہ موہلن وال تشریف لائے اور بیٹھے بیٹھے شرقپور شریف بھاگ کر چلے

گئے بعد میں معلوم ہوا کہ آپؒ کی دادی صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا اور انہی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جو پھر آپ موہلن وال تشریف لائے اور بیٹھے ہی تھے کہ بے قرار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ (بابا امیرالدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے یاد فرمایا ہے اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

حکیم احمد علی صاحب کا بیان ہے کہ خاکسار ایک دفعہ شرقپور شریف میں حضور کی خدمت میں مراقب بیٹھا ہوا تھا اسی نیم خوابی کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری بیوی زینہ میں سے بہت بری طرح گری ہے اس واقعہ کو دیکھ کر سخت گھبراہٹ کی حالت میں اٹھا اور آپؒ نے فورا" فرمایا حکیم صاحب گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں خدا کا فضل ہے کوئی چوٹ نہیں آئی جب میں قصور آیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت زینہ پر سے اترتے ہوئے درمیان سے پاؤں اکھڑا اور گرتے ہوئے آٹھویں سیڑھی سے نیچے آ گری تھی مگر انہوں نے بیان کیا کہ میں گرنے کی حالت میں بے ہوش ہو گئی اور جب میں نیچے کے زینہ پر آ کر پڑی تو ایسا معلوم ہوا کہ جس طرح کسی نے اوپر سے اٹھا کر نیچے لا رکھا ہے۔

میاں محمد جعفر علی صاحب ولد میاں ولی محمد صاحب سکنہ اچے لدھیکے علاقہ قصور ہیڈ ماسٹر مڈل سکول لدھیکے کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حسب عادت گاؤں سے شرقپور شریف کے لئے تیار ہوا اور دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ جا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے جمعہ کے مسائل مفصل دریافت کروں گا جب وہاں حاضر خدمت ہوا تو باوجود دو روز حاضر خدمت رہنے کے بھی وہ

خیال بالکل بھول گیا۔ رخصت کرتے وقت حضرت صاحبؒ نے بندہ کو جتلایا کہ وہ کیا بات تھی جو تم گاؤں سے چلتے وقت کہتے تھے کہ دریافت کروں گا آپؒ کے جتلانے پر بھی مجھے یاد نہ آئی آپؒ نے فرمایا اچھا پھر سہی جب دوسری دفعہ بندہ حاضر خدمت ہوا تو بندہ کو وہ خیال یاد تھا لیکن بندہ کے بیٹھک میں پہنچتے ہی حضرت صاحبؒ نے ایک دوسرے کے ساتھ مخاطب ہو کر جمعہ کے متعلق تمام مسائل فرما دیئے بندہ کے دل کو پوری پوری تسلی ہو گئی۔

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم دس بارہ آدمی گاؤں سے تیار ہو کر شرقپور شریف جا رہے تھے جب موضع چوہنگ پر پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا ہمارا خیال ہوا کہ یہیں ٹھہر جائیں کیونکہ یہاں ہر آدمی کے بہت رشتہ دار رہتے تھے آپس میں بطور مذاق یہ خیال کرنے لگے کہ آج اس کے گھر میں مہمان رہنا چاہیے جو سب سے اچھی طرح خاطر مدارات کرے چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک رشتہ دار کے گھر چلے گئے اور رات گزاری صبح اٹھ کر شرقپور شریف پہنچ گئے حضرت قبلہؒ نے بندہ کو علیحدہ بلا کر سخت تنبیہہ کی کہ آئندہ ایسا کھانے اور پینے کا خیال راستے میں مت کرنا۔ سیدھے گاؤں سے چل کر یہاں پہنچ جایا کرو اور یہاں سے واپس گاؤں چلے جایا کرو۔ راستے میں ٹھہر کر ایسے خیال مت کیا کرو۔

میں (مضمون نگار) نے والد گرامی قبلہ و کعبہ حکیم مولانا ظہور ربی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کے کشف کا ایک واقعہ سنا تھا کہ والد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے ایک رشتہ دار مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب کہ

گورداسپور شہر میں خطیب تھے اور مثنوی مولانا روم بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے میرے ہمراہ شرقپور شریف حضرت میاں صاحبؒ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے اس زمانے کی فیشن ایبل جیکٹ پہن رکھی تھی دوران سفر مجھے احساس ہوا تو میں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کی جیکٹ کو دیکھ کر بہت ناراض ہوں گے بہتر ہے اسے اتار کر شہر کے باہر کسی کماد میں رکھ جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب حاضر خدمت ہوئے تو حضرت میاں صاحبؒ نے مولانا عبدالعزیز صاحب سے دریافت فرمایا کہ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ مولانا نے جواب میں فرمایا کہ گورداسپور میں خطیب ہوں مرزائیوں کے خلاف مناظرے کرتا ہوں۔ حضرت صاحبؒ خاموش رہے اور پھر دوسرے آدمی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور اپنی قابل اعتراض چیزیں کمادوں میں چھپا دیتے ہیں اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کوئی اسے لے بھی جا سکتا ہے۔ پھر ہم دونوں کو اجازت مل گئی جب آ کر کماد میں دیکھا تو وہاں جیکٹ موجود نہیں تھی اور کوئی اسے اٹھا کر لے جا چکا تھا۔

کرامات: ایسے خرق عادت واقعات جو ایک ولی اللہ سے صادر ہوتے ہیں کرامت کہلاتے ہیں۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے کرامت کو تقویٰ سے مشروط کر دیا ہے یعنی کرامات صرف ایسی برگزیدہ ہستیوں سے ظاہر ہوتی ہیں جو تقویٰ میں کامل ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ تقویٰ افضل ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم میں سے سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ولی کی کرامت کا مقرون بالتقویٰ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بغیر